ایک اشرفی انعام

اُس شخص کو ملیگا جو اس رسالے کے مضامین نمبر ۲ لغایت ۱۲ کی نظیر کسی وقت کسی رسالہ یا اخبار میں دکھلاوے۔ اگر کوئی دکھلا نہ سکے تو پھر انصاف سے کہا جاوے کہ اب رسالے کا اڈیٹر لائق پنشن ہو گیا ہے جیسا کہ شناد کہتا ہے۔

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم لغایۃ دوازدہم — جلد بست و دوم

بابت ۱۳۲۷ سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۹ء

شرح قیمت رسالہ وغیرہ امور اس رسالہ کی قیمت عموماً للعہ سالانہ ہے قیمت خاص بطور رعایت [illegible] ہر سہ للعہ روپے جنکی آمدنی چالیس روپے ماہوار سے زیادہ نہیں۔ ان سے چھ روپے۔ جنکی دس روپیہ ماہوار بھی [illegible] نہیں ان سے رعایتاً تین روپے لیے جاتے ہیں۔ ہمیں یہ شرط ہے کہ پیشگی دیں جو دس روپیہ آمدنی بھی نہیں رکھتے [illegible] جماعت علمی رکھتے ہیں اور رسالہ کی اشاعت اور خریدار رسالہ بہم پہنچانے میں کوشش کرتے ہوں [illegible] قیمت دیا جاتا ہے۔ یہ شرح قیمت رسالہ ہر سال رواں کے لیے ہے سالہائے گذشتہ کی قیمت حسب شرح ذیل ہے۔ جلد یا سال اول لغایۃ پنجم کی عام سالانہ قیمت عہ، جلد یا سال ششم لغایۃ دوازدہم سالانہ تے۔ جلد یا سال سیزدہم لغایۃ نوزدہم کی سالانہ سعہ، خریدار کل کو چہارم حصہ قیمت معاف خاص قیمت ہر سال گذشتہ مطابق ہر سال رواں۔ ارسال زر بذریعہ منی آرڈر۔ اور خط و کتابت حسب نشان ذیل ہونی چاہیئے۔ ۲۔ نمونہ کا پرچہ بارسال ادنیٰ قیمت ایک پرچہ ہر کو ملسکتا ہے نہ مفت۔ رسالہ پسند نہ ہو تو واپس کر دیں اور قیمت واپس لیں ۳ خط کا جواب جوابی پوسٹ کارڈ یا ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتا ہے۔ جو لوگ اپنا نام و مقام بخط واضح نہ لکھیں گے یا ٹکٹ یا کارڈ ارسال نہ کریں گے جواب نہ پائیں گے۔ ابو سعید محمد حسین مہتمم رسالہ اشاعۃ السنہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔

فہرست مضامین جلد ہذا

[illegible] سکتے ہیں) ... ... صہ

وجہ دوم۔ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے کہ تم اپنے مالوں کو جس کو خدا نے

ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما وارزقوهم فيها واكسوهم وقولوا لهم قولا معروفا۔ فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم۔ (نساء ع ۱۱)

نے تمہارے قیام کا ایک سبب بنایا ہے۔ بے وقوفوں (بدکاروں) کو نہ دو اسمیں انکو کھاتے اور پہنے کو دو جب تک کہ انمیں صلاحیت ورشد نہ دیکھ لو یہ حکم ان بے وقوفوں (بدکاروں) کے مالوں کا ہے جو بذریعہ وراثت دم نقد انکی

ملک میں آچکا ہو اور وہ انکے ولیوں کی حفاظت میں بطور امانت ہو۔

اس حکم سے اس مال کا حکم جو ہنوز انکی ملک میں نہ آیا ہو اور وہ صرف اسکے امیدوار بعد موت مورث ہوں اور انکی سفاہت درجۂ فسق سے گذر کر درجۂ کفر تک پہونچ گئی ہو۔ بطریق اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ جس کو اصطلاح اصول فقہ میں فحوائے خطاب کہتے ہیں۔ اور چونکہ میرے لڑکوں کی سفاہت درجۂ فسق کو کامل کرکے درجۂ کفر کو پہنچ گئی ہے جسکا بیان میرے مضمون عقوق میں ہوچکا ہے اور تحصیل علوم دینیہ سے جو رشد و ہدایت کا ایک ہی قوی اور مؤثر ذریعہ اور سبب ہے انکے انکار اور فسق و فجور پر سالہا سال سے انکے اصرار کرنے سے کوئی صورت انکی رشد و ہدایت کی نظر نہیں آتی لہذا ہمارا اپنی جائداد کو اپنی ملک سے نکالکر وقف کردینا اور انکی فسق و فجور کے لیے کچھ نہ چھوڑنا اس آیت قرآنی کے الفاظ اور فحوائے خطاب کی پوری تعمیل ہے۔ جو لوگ اپنی اولاد کے فسق و فجور کی حالت میں انکی تملیک و توریث کے لیے اپنی جائداد چھوڑ جاتے ہیں وہ اس آیت کا صریح خلاف کرتے ہیں اور وہ اپنی عاقبت کو خیرباد اور اپنی اولاد کے دین و دنیا کو برباد کرکے دنیا سے جاتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکے سینکڑوں ہزاروں لاکھوں روپیہ کی جائداد کو وہ تھوڑے ہی دنوں میں تلف و تباہ کردیتے ہیں۔

اسکی مثالیں ایک نہیں دو نہیں۔ ہزاروں ہیں۔ ان نظائر ہزار در ہزار اور واقعات بے شمار کو دیکھ کر اپنے لڑکوں کے حالات اور بداطوار اور علوم دینی سے انکے جہل اور اس جہل پر انکے اصرار کو خیال میں لاکر مجھے ظن غالب قریب بیقین پیدا ہوگیا ہے۔ کہ اگر میں اپنی جائداد کو جو پچیس ہزار روپیہ سے زیادہ مالیت کی ہے۔ اپنی ملک میں چھوڑ کر مرونگا تو ان نالائقوں

ہیں جو زناکاری۔ شراب خوری میں مبتلا ہیں وہ اس مال کو تھوڑے دنوں میں رنڈی بازی
و شراب خوری میں تلف کر دینگے۔ اور جوان آفات میں اسوقت تک مبتلا نہیں وہ اس جائداد
کو اپنی ذاتی اغراض میں صرف کرینگے۔ اور میرے چھوٹے پانچ بچوں کو اور اپنی سوتیلی والدہ
کو جو دو صغیرہ لڑکیوں کی والدہ ہے کچھ نہ دینگے۔ بلکہ وہ انکو چوٹی سے پکڑ کر گھر سے باہر
نکال دینگے چنانچہ یہ بات وہ للکار کر بارہا کہہ چکے ہیں اور انکی بدکاری و ظلم کا مظلمہ میری
گردن پر رہیگا۔ ان ظالموں اور بدکاروں کے دست برد اور تظلم کے خوف سے بینے کوئی
حصہ جائداد منقولہ کا ہی پسماندگان کی توریث تملیک کیلیے نہیں چھوڑا۔ اور سب کا سب وقف
کر دینا چاہا ہے۔ اور اگر انکا کچھ بھی تعلق میری کسی حصہ جائداد سے رہیگا تو وہ اسکے ذریعہ
دخل پاکر جو چاہینگے کر ڈالینگے۔ اس صورت وقف میں ناکردہ گناہ بچوں کا حق تلف نہوگا۔
انکو قائمقام انجمن اہل حدیث متولی وقف کی توجہ سے اور گورنمنٹ کی مدد سے انکا حق ان کو
پہنچیگا اور اگر غور کی نظر سے دیکھا جاوے تو اس تجویز وقف سے ان ظالموں بدکاروں کا بھی
کوئی حق بینے تلف نہیں کیا۔ توریث اور تملیک بالخاصہ سے جو اصل مقصود ہوتا ہے (یعنی اس
جائداد سے نفع اٹھانا اور اسکو اپنے جائز کاموں میں لانا۔ اس سے کھانا پینا وغیرہ ضروریات
دنیا کو پورا کرنا) اس مقصود سے بینے انکو قطعاً محروم نہیں کیا۔ بلکہ انکے لیے اس مقصود کی طرف
راستہ کھول دیا ہے۔ اور اسی شرط وقف میں صاف کہدیا ہے کہ جو شخص میری اولاد سے
(باغی و سرکش نہ ہو) شرط وقف کو پورا کرے وہ اس وقف سے کھانے پینے کا نفع اٹھاوے
اور اگر اس شرط کو پورا نکریں تو محروم رہیں گے تو خود محروم رہینگے۔ میرے فعل سے وہ محروم نہونگے۔
وجہ سوم کتب فقہ و فرائض و حدیث میں صاف حکم شرعی وارد ہے کہ اگر کوئی
وارث اپنے مورث کو قتل و ہلاک کرے تو وہ اسکی وراثت سے محروم کیا جاوے۔ یہ حکم اسلام
میں بالاتفاق مسلم ہے۔ اور رسالہ مضمون عقوق میں اسکے دلائل کا بیان ہو چکا ہے اور
میرے لڑکوں میں سے ایک نے میرے قتل و ہلاکت کا ارادہ کر کے اسکا کچھ سامان بہم پہنچانے
میں کوشش کی بھی تھی۔ جس میں وہ کامیاب نہوا جسمیں میرے جملہ متعلقین واقف ہیں۔ اور دو
سرے نے برملا اس ارادہ کا اظہار کیا جسکو میرے اور اسکے متعلقوں نے بھی سنا انکو اس ارادہ

افعال واقوال سے مجھے ظن غالب قریب بہ یقین پیدا ہوگیا کہ میں اپنی جائداد ومال کو اپنی ملک میں رکھونگا۔ تو ایک نہ ایک دن یہ مال میری جان کا وبال ہو جائیگا۔ اس ظن قریب بہ یقین نے مجھے اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنی جائداد ومال کو وقف کرکے اپنی ملک سے نکالدوں اور خدا تعالے کی ملک میں داخل کردوں جس سے ان ناعاقبت اندیش میرے مخفی دشمنوں کو توریث وتملیک مال کی طمع سے میرے قتل وہلاکت کا خیال اٹھ جائے۔ اور وہ میری زندگی میں یقین کرلیں کہ اب اس کو ہلاک کرنا فضول ہے اسکی ملک میں ایک کوڑی بھی باقی نہیں ہے تو اب اسکے ہلاک کرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ اور یہ فقہی خیال میرے دل میں آیا کہ جس حالت میں شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قتل مورث کو موجب حرمان وراثت ٹھہرایا ہے۔ تو جس شخص کو اپنے وارث سے اپنے قتل کا قبل از وقوع یقین ہو اسکو اپنے قاتل کو وارث بننے سے (یا مطلق انتفاع بمال مورث سے) محروم کرنا اس تعلیل شارع کا عین اتباع ہے۔ اور شارع کی مجوزہ علت سے اسکے معلول تک پہنچنا ہے اور یہ وہ گناہ نہیں ہے جو کسی جائز اور مستحق وارث کو ارث سے محروم کرنے میں۔ ظاہر الفاظ حدیث منقولہ حاشیہ سے

> قال صلی اللہ علیہ وسلم من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ۔
> (مشکوٰۃ صک ۲۶۵)

خیال میں گذرتا ہے۔ اور اس شخص کو یہ جائز نہیں اور خلاف عقل ودین وحزم ہے کہ وہ باوجود علم ویقین ارادہ وارث کے اس حکم پر اثر علت مرتب ہونیکا انتظار کرے اور اس بات پر راضی ہو بیٹھے کہ اسکا وارث پہلے اسکو قتل کرے اسکے بعد وہ میراث سے محروم ہو۔ جو ایسا کرے یا اس امر کو جائز رکھے اسکو تفقہ فی الدین سے کوئی مس وتعلق نہیں ہے۔

اس حکم فقہی حدیثی اتفاقی سے مینے اپنی تجویز وقف کا جواز نکالکر اس مضمون کو رسالہ جلد ۱۲ کے نمبر اول میں درج کرکے اسکے پروف علماء وکلاء اور اہنچ وشاء میں مشتہر کیے تو دو ہمنام وعلم میں ہم رتبہ فاضلوں نے میرے اس استدلال پر یہ اعتراض کیا کہ ارادہ قتل مورث کو کسی نے موانع ارث سے شمار نہیں کیا۔ ان کی خدمت میں دوستانہ وبرادرانہ گذارش ہے کہ مینے بھی اس ارادہ قتل کو مانع ارث ثابت ظاہر نہ کیا تھا۔ بلکہ اس خیالی امر فرضی ارث کا مانع وعائق جو ہنوز

وجود میں نہیں آئی اور وہ موت مورث کے بعد حیات وارث کے فرض وجود سے (جو ہنوز موہوم ومفروض ہے نہ یقینی ثابت) وجود اور وقوع میں آتی۔ اگر موت مورث کے بعد انکو زندہ رہنے سے پائی جاتی۔ جسکی پوری تقریر وتفصیل مینے آپ کردی ہے وہ حضرات اس تقریر پر غور سے نگاہ ڈالیں اور مجھے اپنی ارادسے دوبارہ آگاہ کریں۔

اس وجہ سوم پر شاید کسی کو یہہ اعتراض پیدا ہو کہ ارادہ قتل تو بعض وارثوں نے کیا اور تمنے اس وقف کی تجویز سے سبھی وارثوں کو جنمیں پانچ معصوم ونادان بچے بھی ہیں ارث سے محروم کردیا۔ لہذا تمپر اس گناہ کا الزام قائم ہوگا۔ جو ظاہر الفاظ حدیث منقولہ بالا سے خیال میں آتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اس وقف کی تجویز سے اور کل جائداد کو وقف کرنے سے اس صورت میں معصوم ونادان بچوں کو ارث سے محروم کرنا لازم آتا ہے۔ جبکہ اس جائداد کو صرف غیروں پر وقف کیا جائے۔ اور جس حالت میں یہہ جائداد انپر وقف کیجاوے اور جملہ مصارف ومستحقوں سے انکو مقدم کیا جاوے تو یہہ وقف ان بچوں کے لیے ایک دائمی اور ابدی جاگیر ہے اور گو اسپر شرعی اصطلاح میں لفظ ارث بولا نہیں جاتا مگر معنے ومقصود ارث یعنے مال وراثت سے نفع اٹھانا اسپر پورا صادق آتا اور یہ مال اسی صورت میں انکے لیے جاگیر ہوسکتی ہے۔ کہ اسکو وقف کیا جاوے اگر وقف نہ کیا جاویگا تو یہہ ظالم وبدکار اسکو چند روز میں خورد برد کرلینگے۔ اور ان بچوں اور انکی عاجز والدہ کی طرف سے عدالت سے چارہ جوئی کرنیوالا بھی کوئی نہ ہوگا۔ تو وہ سب اپنے حقوق سے محروم ہوجائینگے۔ بلکہ غور کرو تو ان فاسقوں بدکار لوگوں کو بھی اس جاگیر سے گذارہ پانے کی راہ بھی رکھدی ہے۔ اگر وہ شرط وقف کو پورا کرکے اس سے گذارہ لینے کے اپنے آپکو مستحق بنالیں گے اور مسلمان عالم تابع شریعت محمدی بن جاوینگے۔

حدیث مذکورہ بالا کے ظاہر الفاظ سے جو وراثت وارثوں کے قطع کرنے پر وعید وارد ہے تو وہ اس صورت میں ہے کہ کل جائداد غیروں کو دیدیجاوے اور وارثوں کے لیے صورت گذارہ کی تجویز نہ کرکے انکو مفلس وقلاش اوروں کے آگے دست سوال پھیلانیوالا چھوڑا جاوے۔

چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں وارد ہے کہ حضرت

> عن سعد بن ابی وقاصؓ قال قلت یا رسول اللہ صلعم ان لی مالا کثیرا ولیس یرثنی الا ابنتی ۔ افاتصدق بثلثے مالی قال لا قلت فالثلث قال الثلث والثلث کثیر انك ان ترکت ولدك اغنیاء خیر من ان تترکھم عالۃ یتکففون الناس (صحیح بخاری ص ۹۹)

سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنی کل مال کے دو ثلث کو پھر نصف کو غیر وں پر خیرات کرنا چاہا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو اجازت نہ دی اور فرمایا ایک ثمث خیرات کر اور ثلث بھی بہت ہے اور پھر فرمایا اگر تو وارثوں کو غنی چھوڑ جاوے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو ان کو محتاج چھوڑ جاوے جو لوگوں کے آگے دستِ سوال پھیلاتے پھریں۔

یہی محمل ان احادیث و آثار صحابہؓ کا ہے جن میں حبس فرائض سے نہی وارد ہے اور جو وقف یا خیرات کل ایسی صورت سے کرے جس میں اپنے وارثوں کو وہب مستحقوں ہو متعلق ہے ۔ تو وہ اس وعید قطع میراث اور حبس فرائض کا مورد نہیں ہے، جسپر آفتاب جیسی روشن دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل موجود ہے کہ آپ نے ساری جائداد کو وقف کر دیا۔ جسمیں سے اپنی اہلبیت کا حق مقدم کیا۔ اور فقہاد اسلام کا وقف علی الاولاد والاقارب کو جائز رکھنا اور اسمیں بعض مال کی قید نہ لگانا اس فعل نبوی کو مت کے لیے لائق اقتدا قرار دیتا ہے۔ کیونکہ مفاہیم کتب بالاتفاق حجت ہیں گو مفاہیم نصوص میں حنفیہ و شافعیہ کا اختلاف ہے (رد المختار حاشیہ درالمختار ملاحظہ ہو)۔

تمہیدی ریمارک ختم ہوا۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ خاکسار کا اپنی کل جائداد کو ولاد۔ اقارب وغیرہ مستحقین پر وقف کرنا کافی وجوہات رکھتا ہے۔ اور وہ کسی شرعی عتراض کا محل نہیں ہے۔

اب میں اس وقف کی شرائط بیان کرتا ہوں اور اسکے مصارف کی تعیین اور یہ ہی منصفانہ پیمانہ (جس میں نہ ایک بیٹے کو دوسرے بیٹے پر کسی قسم کی ترجیح دیگئی ہے۔ اور نہ ایک بیٹی کو دوسری بیٹی پر نہ ایک زوجہ کو دوسری زوجہ پر) سے اس وقف نی کی تقسیم عمل میں لاتا ہوں۔ وباللہ التوفیق ومنہ الوصول الی حق الحقیق